←

کرائی تھی ۔

---- وادی کشمیر سے ہجرت کر کے مظفر آباد
پاکستان کے دیگر شہروں میں منتقل ہونے والے اکثر
لوگ پیر صاحب سے بڑا پیار کرتے تھے ---
مظفر آباد میں عبدالاحد کنٹھ صاحب ، خواجہ
سلیم صاحب ، ترالی صاحب ، سلطان بٹ
صاحب ، عارف کمال صاحب کے ہمزلف ڈاکٹر
عطالہ بٹ صاحب جموں والے شیخ عطالہ
صاحب ، پرنٹنگ پریس والے غلام رسول میر
صاحب ، مجید چاچا '
سابق ایس پی احمد شاہ صاحب
Iftikhar Kazmi sahib
کے والد محترم ،
سابق ایس پی سلطان علی شاہ صاحب ، کرنل
عدالت صاحب ،راجہ حمید خان صاحب پرسچہ
والے، لون صاحب کس کس کا نام لکھوں ---
مظفر وفا صاحب، نقی صاحب ، گانی صاحب ،
خواجہ غلام الدین وانی صاحب مرحوم میری بہو
کے نانا ---
اور بے شمار لوگ۔

کے والد)،
راجہ ندیم احسان کے والد راجہ احسان الہ خان
مرحوم اور ان کے برادر راجہ عطالہ خان مرحوم ،
راجہ ممتاز راٹھور مرحوم کے سسر راجہ افضل خان
مرحوم سے بہت پیار کرتے تھے ۔ سرینگر میں راجہ
حیدر خان مرحوم کی شادی پیر صاحب نے ہی
کرائ تھی ۔
---- وادی کشمیر سے ہجرت کر کے مظفر آباد
پاکستان کے دیگر شہروں میں منتقل ہونے والے اکثر
لوگ پیر صاحب سے بڑا پیار کرتے تھے ---
مظفر آباد میں عبدالاحد کنٹھ صاحب ، خواجہ
سلیم صاحب ، ترالی صاحب ، سلطان بٹ
صاحب ، عارف کمال صاحب کے ہمزلف ڈاکٹر
عطالہ بٹ صاحب جموں والے شیخ عطالہ
صاحب ، پرنٹنگ پریس والے غلام رسول میر
صاحب ، مجید چاچا '
سابق ایس پی احمد شاہ صاحب
Iftikhar Kazmi sahib
کے والد محترم ،
سابق ایس پی سلطان علی شاہ صاحب ، کرنل
عدالت صاحب ،راجہ حمید خان صاحب پرسچہ
والے، لون صاحب کس کس کا نام لکھوں ---
مظفر وفا صاحب، نقی صاحب ، گاڈ صاحب ،

←

کے سسر اور محبوبہ مفتی سرکار میں شامل سجاد لون کی اہلیہ کے نانا بھی تھے)--- گلگت کی ان شخصیات سے پیر صاحب کی شناسائ کشمیر کے بٹ جانے قبل سے تھی اور ان میں سے اکثر سرینگر میں بہ سلسلہ تعلیم اور بہ سلسلہ روزگار پیر صاحب کے ہاں مقیم بھی رہے
گلگت کے کمشنر اسماعیل خان مرحوم --- کے علاوہ شہید مقبول بٹ صاحب ، امان الہ خان مرحوم ، جی ایم لون مرحوم ۔ کا پیر صاحب کے ہاں آنا جانا لگا رہتا تھا ۔ میری مقبول بٹ صاحب سے پہلی ملاقات پیر صاحب کے ہاں ہی ہوئ تھی --- میری سیاسی تربیت اور پرورش پیر صاحب نے ہی کی میں بسلسلہ تعلیم ۱۹۶۸ ان کے ہاں منتقل ہوا اور پھر وہاں ہی رہا مظفر آباد کا ٹھکانہ تو شادی کے بعد ہی بنا---
راجہ محمد حید خان صاب مرحوم اور میرے چچا راجہ فیروز خان (جو ہمزلف بھی تھے) ، راجہ الیاس خان مرحوم سلطان آف لو اسی راجہ فاروق حیدر خان کے سسر سلطان ظفر عمر خان ، سردار عزیز صاحب (مقبوضہ کشمیر کے وزیر مظفر حسین بیگ کے کزن اور ڈایریکٹر لوکل گورنمنٹ سردار نصرت عزیز

کی تھیں---
کشمیر سے جلاوطنی کی وجوہات دیگر تاریخی
معاملات پر پیر صاحب کی ڈائری اور یادداشتوں
کو میں نے ترتیب دیا اور فیس بک کے ذریعہ آپ
کے ساتھ شییر کیا تھا۔
پیر صاحب کشمیر سے جلاوطنی اختیار کرنے کے
بعد جب وہ پاکستان آے (یا لاے گے) تو صدر
ایوب خان نے ان سے دوستی قائم کی جو ان کی
وفات تک قائم رہی ۔
وہ شیخ عبداللہ اور حکومت پاکستان کے مابین
رابطہ کا ایک بڑا ذریعہ تھے ۔ چوہدری غلام عباس
مرحوم اور حکومت پاکستان کے مابین بد اعتمادی
کی فضا کو کم کرانے میں بھی پیر صاحب نے ایوب
خان کو آمادہ کیا ۔ راولپنڈی میں ان کا گھر واقع
پونچھ ہاؤس کشمیری سیاست سے تعلق رکھنے
والے مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں کی باہم میل
ملاقاتوں کا مرکز رہا ۔
چوہدری غلام عباس ، حفیظ جالندھری ، سردار
عبدالقیوم خان راجہ محمد حیدر خان گلگت کے
فاتح کرنل حسن خان ، پاک چائنا ٹریڈ کے اس
وقت کے ڈائریکٹر اشرف خان ،۔ گلگت ایجنسی کے
اس وقت کے ڈی آج جی حمید خان خاور (جو
بریگیڈیئر برکت صاحب اور امان الہ خان صاحب

The chain - کشمیر سازش کیس۱۹۵۳ of events set off by 'August 9, 1953' ha

Updated 19 April 2020 Public

پیر مقبول گیلانی مرحوم
سجادہ نشین زیارت پیر دستگیر خانیار شریف
سرینگر کو قریب سے جاننے والے ان کے اکثر
احباب اس دنیا میں موجود نہیں ۔ وہ ہمارے
خاندان کے بزرگوں میں سے تھے ذاتی قربت داری
اور رشتہ داری کے حوالہ سے یہ بتانا مناسب ہو گا
کہ دیگر رشتوں کے علاوہ پیر مقبول گیلانی مرحوم
اور میرے والد آپس میں سگے خالہ زاد بھائ بھی
تھے ۔
اور ان کی اہلیہ بادشاہ بیگم مرحومہ میرے والد
کی کزن اور نامبلہ کے جاگیردار سابق ایم ایل سی
راجہ افضل خان ، سابق ڈی آئ جی پولیس راجہ
امان الہ خان ، راجہ سر بلند خان کی حقیقی بہن
تھیں ۔
میری ایک پھوپھی راجہ سر بلند خان نامله کے ہاں
اور دوسری پھوپھی سلمیہ چکار کے جاگیر دار راجہ
افضل خان مرحوم راجہ محمد حیدر خان مرحوم
کے بڑے بھائ اور آزاد کشمیر کے موجودہ وزیر اعظم
راجہ فاروق حیدر خان کے تایا تھے کے ساتھ بیاہی
گئ تھیں۔۔۔

مخدومی صاحب
مرحوم کو پہچانا ---
کانگریس کی مرکزی رہنما غالبا سیکٹری جنرل محترمہ مردولا سارا بای مرحومہ کی ذاتی مداخلت پر بھارت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے پیر مقبول گیلانی صاحب کو حج پر سعودی عرب جانے کیلیے پیرول پر رہا کیا اور پاسپورٹ جاری کیا ، اور کشمیر سازش کیس کے کسی مرکزی ملزم کی رہای (نہرو کی کشمیری قیادت کے ساتھ تعلقات دوبارہ بحال کرنے کی سمت اعتماد سازی کے قدم کے طور دیکھی گئ) پیر صاحب نے حج پر روانگی سے قبل شیخ صاحب اور بیگ صاحب سے کوفی کنال جیل مردولا سارا بائ کی وساطت سے ملاقات بھی کی - with **Hanif Raja**.

See translation

پیر محمد مقبول گیلانی مرحوم سجادہ نشین زیارت حضرت پیر دستگیر خانیار شریف سرینگر کی ڈایری سے چند اقتباسات۔؛؛؛؛تحریر: راجہ مظفر ۲۰ اگست ۲۰۱۲

☆۔۔۔جب میں سول ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے اوڑی آیا تو وہاں تعنیات ہندوستانی فوج میں زیادہ تر ہندو گورکھا اور سکھ تھے چند ایک عیسائی اور مسلمان بھی تھے۔اکثر مسلمان مدراس سے تھے جو دو تین مسلمان فوجی افسر میری نظر سے گذرے ان میں بریگیڈیر عثمان بھی تھے۔جو بعدازاں جنگ نوشہرہ میں مارے گے۔ہندو افسروں میں کچھ اچھے تھے اور کچھ بہت ہی متعصب۔یہاں 161 انفنٹری بریگیڈ کا ہیڈ کوارٹر تھا میری ملاقات (1947) بریگیڈیر ایل پی سین سے ہوئی اس نے قیام امن کی سول کوششوں میں میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔اس نے مجھے بتایا کہ وہ قبایلیوں کا تعاقب کرتے ہوے چناری تک گیا تھا مگر دفاع کیلیے' اس نے اوڑی ہی پسند کیا۔ایل پی سین نے اوڑی کے سامنے دریاے جہلم کے دایں کنارے ایک گول پہاڑی (جسے پرن سلان والی پہاڑی کہا جاتا ہے) کی طرف اشارہ کرتے ہوے مجھے بتایا ' کہ اگر مہاراجہ کی ڈوگرہ فوج نے ایک پہاڑی توپ کے ساتھ اس جگہ ایک چوکی قایم کی ہوتی تو قبایلی نہ تو اوڑی آسکتے تھے اور نہ ہی اس مقام سے آگے بڑھ سکتے تھے۔قبایلی جب پسپا ہو کر بھاگے تو وہ یہ چوکی خالی کر گے جس پر میں نے فوری قبضہ کر کے اپنی دفاعی چوکی قایم کر لی۔' میں بریگیڈیر کی باتیں سن رہا تھا اور اندر ہی اندر قبایلیوں اور ان کی لیڈرشپ پر غصہ کھا رہا تھا انہیں لوٹ مار کی بجاے اس چوکی پر قبضہ مضبوط کرنا چاہیے تھا....

تحریر: انجم مظفر ۲۲ اگست ۲۰۱۲

شیخ عبداللہ کے دست راست پیر محمد مقبول گیلانی مرحوم کی ڈاری سے چند اقتباسات۔!!! (۳)

میں نے فوجیوں سے بغض کی بجائے دوستی کر لی... خیبر میل کے ایڈیٹر میجر عسکر علی شاہ سے خفیہ ملاقاتیں

☆☆☆۔ بریگیڈیر جوگیندر سنگھ ڈھلن بڑا سمجھدار فوجی آفیسر تھا اس نے میرے ساتھ اچھے دوستانہ تعلقات قایم کر لیے تھے وہ ٹرڈکا رہنے والا تھا وہاں ہی سے اس نے انجینرنگ کی ڈگری حاصل کی تھی اس کی بیوی زنانہ کالج ٹرڈ کی پرنسپل تھیں۔ بحیثیت سول ایڈمنسٹریٹر اوڑی میں نے فوج سے دوری یا بغض رکھنے کی بجائے دوستی قایم کر لی جس کی وجہ سے مجھے آر پار رابطوں میں بھی سہولت رہی۔ ۵۰/۵۱ میں پونچھ سیکٹر میں آزاد فوج جسکا نام AKRF تھا اور پاکستان کی فوج کی نقل وحرکت کی اطلاعات اور افواہیں آنے لگیں، بریگیڈیر ڈہلن نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے ذرایع سے اصل صورت حال معلوم کروں۔ میں نے اس سلسلے میں درست معلومات جمع کرنے کیلیے کام شروع کیا کہ اسی دوران پاکستان انٹلی جنس کے ایک سینیر آفیسر میجر عسکر علی شاہ جو کشمیر میں میجر اصغر علی شاہ کے کوڈ نام سے مشہور تھا اور جسے حکومت آزاد کشمیر نے فخر کشمیر کا خطاب بھی دے رکھا تھا نے مجھ سے صدیق جو کے ذریعے ملاقات کی خواہش کا پیغام بھیجوایا، چنانچہ موضع تلواڑی میں غلام نبی بندو کے گھر پر اس سے پہلی خفیہ ملاقات کی۔ اس کے ہمراہ اس کا ایک ماتحت آفیسر اورنگ زیب بھی تھا جو ہری پور ہزارہ کا رہنے والا تھا۔ حکومت پاکستان کی خواہش پر ان پاکستانی افسران کی گلمرگ میں شیخ عبداللہ صاحب اور مرزا افضل بیگ صاحب سے بھی ملاقاتیں کرایں۔ شیخ صاحب نے میجر عسکر علی کی شاہ کی زبانی پاکستانی منصوبہ، خواہش اور مشوروں کو سننے کے بعد ان کو واضح طور بتایا کہ کشمیر ایک بڑا سیاسی مسلہ ہے فوجی جنرل سے اونچی سطح کا اس کیلیے ہمیں پاکستان کی اعلی سیاسی قیادت وزیر اعظم اور صدر پاکستان کا عندیہ معلوم ہونا چاہیے... جاری ہے

پیر محمد مقبول گیلانی مرحوم سجادہ نشین زیارت حضرت پیر دستگیر خانیار شریف سرینگر کی ڈایری سے چند اقتباسات۔؛؛؛؛تحریر:راجہ مظفر ۲۰ اگست ۲۰۱۲

☆۔۔۔جب میں سول ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے اوڑی آیا تو وہاں تعنیات ہندوستانی فوج میں زیادہ تر ہندو گورکھا اور سکھ تھے چند ایک عیسائ اور مسلمان بھی تھے۔اکثر مسلمان مدراس سے تھے جو دو تین مسلمان فوجی افسر میری نظر سے گذرے ان میں بریگیڈیر عثمان بھی تھے۔جو بعد ازاں جنگ نوشہرہ میں مارے گے۔ہندو افسروں میں کچھ اچھے تھے اور کچھ بہت ہی متعصب۔یہاں 161 انفٹری بریگیڈ کا ہیڈ کوارٹر تھا میری ملاقات (1947) بریگیڈیر ایل پی سین سے ہوئ اس نے قیام امن کی سول کوششوں میں میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔اس نے مجھے بتایا کہ وہ قبایلیوں کا تعاقب کرتے ہوے چناری تک گیا تھا مگر دفاع کیلیے' اس نے اوڑی ہی پسند کیا۔ایل پی سین نے اوڑی کے سامنے دریاے جہلم کے دایں کنارے ایک گول پہاڑی (جسے پرن سلان والی پہاڑی کہا جاتا ہے) کی طرف اشارہ کرتے ہوے مجھے بتایا " کہ اگر مہاراجہ کی ڈوگرہ فوج نے ایک پہاڑی توپ کے ساتھ اس جگہ ایک چوکی قایم کی ہوتی تو قبایلی نہ تو اوڑی آ سکتے تھے اور نہ ہی اس مقام سے آگے بڑھ سکتے تھے۔قبایلی جب پسپا ہو کر بھاگے تو وہ یہ چوکی خالی کر گے جس پر میں نے فوری قبضہ کر کے اپنی دفاعی چوکی قایم کر لی "۔ میں بریگیڈیر کی باتیں سن رہا تھا اور اندر ہی اندر قبایلیوں اور ان کی لیڈر شپ پر غصہ کھا رہا تھا انہیں لوٹ مار کی بجاے اس چوکی پر قبضہ مضبوط کرنا چاہیے تھا....

بریگیڈیر ڈھلن نے انکشاف کیا کہ؟...

☆☆......بھارتی فوج نے سیز فایر کے بعد جتنے بھی لکڑی کے ہٹ تعمیر کیے تھے 1951 میں سب اٹھوا کراوڑی سے پیچھے مہورہ اور رامپور کی طرف لے گے، اوڑی کا بیشتر علاقہ خالی ہوگیا، بریگیڈ ہیڈ کوارٹر سلام آباد کی بجاے رامپور منتقل ہوگیا جو اوڑی سے ۱۳ میل پیچھے ہے۔ پوزیشن یہ ہوگی کہ سول انتظامیہ یعنی میرا ہیڈ کوارٹر فوجی ہیڈ کوارٹر سے آگے کر دیا گیا۔ جبکہ پہلے فوج کا ہیڈ کوارٹر آگے تھا۔ میں نے بریگیڈیر جوگیندر سنگھ ڈھلن سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ چونکہ آپ نے اوڑی چھوڑ دی ہے اس لیے میں بھی اپنا ہیڈ کوارٹر پیچھے لاؤں گا، بریگیڈیر ڈھلن نے جواب میں انکشاف کیا کہ اوڑی چھوڑی نہیں بلکہ ایک فوجی سکیم اور حکمت عملی کے تحت اس علاقے کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، ایک مکمل محفوظ علاقہ اور دوسرا جزوی محفوظ علاقہ۔ اوڑی جزوی زیر حفاظت علاقہ ہے۔ بریگیڈیر نے بریفنگ دیتے ہوے مزید بتایا کہ چھوٹا قاضی ناگ سے ایک رج دریاے جہلم کے داہیں کنارے تک آتا ہے اور اسی رج میں پرسلان والی گول پہاڑی بھی ہے اور دریا کے بایں کنارے سے بھی ایک رج شروع ہو کر نامبلہ گاوں کے اوپر تک جاتی ہے اور یہ رج موضع لگاماں سے مشرق کی طرف ہے دونوں رجوں پر ہم نے پختہ بنکر بنوا دیے ہیں اس طرح ان دونوں رجوں کے پیچھے کا سارا علاقہ محفوظ علاقہ جبکہ آگے کا علاقہ جزوی محفوظ علاقہ کہلاتا ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ آپ کو اپنا ہیڈ کورٹر تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں اور اس نے میری اور میرے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کیلیے ایک پلاٹون تعنیات کرنے کے احکامات صادر کیے۔

بریگیڈیر جوگندر سنگھ نے اس موقع پر یہ وضاحت بھی کی کہ سری لنکا ریڈیو کی اس خبر کے بعد کہ پاکستان نے اپنے بنگال میں دو ڈویژن فوج بھیجی ہے بھارت سرکار اور فوجی قیادت نے کشمیر کے اس علاقے سے کچھ فوج کم کر کے بنگال بھیج دی ہے.... جاری ہے

اوپر سے حکم آیا ہے کہ آپ کو ابھی اسی وقت رہا کر کے گھر لے جایا جاے

گذشتہ سے پیوستہ...سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر سرجن فضل الرحمان نے مجھے بتایا کہ گردوں کے آپریشن کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ وہ حکومت کو میری جانب سے لکھیں کہ میرے گردوں کا آپریشن مدراس یا بمبئی کرایا جاے، میری تیمارداری کیلیے میری بیوی، میری لے پالک بچی اشرفہ اور ذاتی نوکر ساتھ ہوں اور حکومت ان کے رہنے سہنے کا بھی انتظام کرے اور جب تک یہ انتظامات مکمل نہیں ہو جاتے مجھے واپس سینٹرل جیل میں مقید اپنے ساتھیوں کے پاس بھیج دیا جاے۔۔ تین دن بعد رات دس بجے سری کنٹھ سپرو سپرنٹنڈنٹ جیل میرے پاس آئے اور مجھے تیار ہونے کا فرمان سناتے ہوے بتایا کہ اوپر سے حکم آیا ہے کہ آپ کو ابھی اسی وقت رہا کر کے گھر لے جایا جاے۔ تاکہ آپ ذاتی خرچہ پر دہلی جا کر اپنا علاج کرایں۔ میں نے جیلر کو بتایا کہ اول میں رات کے وقت گھر نہیں جاوں گا، میں صبح جاوں گا اور پولیس گارڈ ابھی ہٹالو۔

سپرو نے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہو بتایا کہ حکومت کی طرف سے آج رات ہی آپ کو آپ کے گھر پہنچانے کا حکم ہے۔ آپ کی حکومت دوبارہ آنی نہیں اور میری نوکری کا سوال ہے۔ اس کی مجبوری کا سن کر اس کے ہمراہ گھر کی راہ لی۔ اگلے دن ڈی۔ آئی۔ جی پولیس خواجہ سیف الدین سے دہلی جانے کا پرمٹ مانگا، DIG Police نے بتایا کہ ڈپٹی ہوم منسٹر ڈی۔ پی۔ دہر نے آپ کے معاملے میں ہدایت کر رکھی ہے کہ آپ کو سرینگر سے پرمٹ جاری نہ کیا جاے۔ ان کا پیغام ہے کہ آپ ان سے جموں ملیں اور وہاں ہی سے اپنا پرمٹ حاصل کریں۔

ڈی۔ پی۔ دھر سے میری ایک عرصے سے اچھی بے تکلفانہ دوستی تھی چنانچہ میں دو دن بعد جموں گیا اور اس سے ملاقات کی۔ ڈی پی دھر نے بتایا کہ دراصل بخشی غلام محمد نے مجھے کہہ رکھا ہے کہ کسی طرح میں آپ کی اس سے ملاقات کراوں۔

"... ایک مرتبہ مولانا مسعودی مظفر آباد کی جامع مسجد میں نماز جمعہ سے قبل خطاب کررہے تھے۔
خواجہ سلام شاہ نقشبندی، جو اس وقت مظفر آباد کے نا نب گورنر تھے، یہ تقریرسن رہے تھے۔انہوں نے
مولانا کو ملنے کے لئے پیغام بھیجا۔ ملاقات کے دوران نائب گورنر نے مولانا کی صلاحیتوں کو سراہا اور
سرینگر جا کر نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کرنے کی تحریک دی۔ مولانا مسعودی علامہ سید عطا ء اللہ بخاری
سے منسلک تھے لہٰذا علامہ کی اجازت کے بغیر ان کی حامی نہیں بھر سکتے تھے۔ خواجہ سلام شاہ
نقشبندی نے علامہ بخاری کو خط لکھ کر مولانا مسعودی کو سرینگر بھیجنے کی استدعا کی۔علامہ بخاری
نے اجازت دے دی۔ مولانا مسعودی خواجہ سلام شاہ کی وساطت سے پیر مقبول گیلانی کے پاس سرینگر
بھیج دنیے گئے۔ پیر مقبول گیلانی خانیار ذیارت کے سجادہ نشین تھے۔اس دوران ان کی ملاقات خواجہ غلام
احمد عشائی، شیخ محمد عبداللہ اور دیگر لیڈروں سے ہونی۔ (ہفت روزہ کشمیر :جلد و شمارہ:1)
کشمیر عظمی " خورشید عالم خان شایع کردہ " بزمِ حیات میں کبھی منزل نما بنے" اقتباس از آرٹیکل
پیر مقبول صاحب کی بابت لکھے گے انکشافات فیس بک پر میری " DECEMBER 2013 سرینگر 13
کے عنوان سے۔ (راجہ مظفر Sazish Case فوٹو البم میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں ....

تنازعہ کشمیر کی تاریخ اور پس منظر سے دنیا بخوبی آگاہ ہے۔انسانی خون کے سوداگروں سے بھی اب دنیا کما حقہ واقف ہو چکی۔ بھارت وپاکستان کے مابین روایتی وغیر روایتی ہتھیاروں کی دوڑ دونوں حکومتوں کے مابین ایجنسیوں کی کی بے لگام سرد جنگ جس نے اپنی کوکھ سے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کیلیے دہشت گردی کو جنم دیا اور ایسی فضا قایم کردی جس سے آج جنوبی ایشا کا امن خطرے میں پڑ چکا ہے سیکورٹی ماہرین اپنے تبصروں وتجزیوں کے ذریعے یہ بات بڑے یقین کے ساتھ کہہ رہے ہیں علاقے میں خطرناک جنگ کے آثار نمایاں ہیں۔ کشمیر، پانی، کابل پر کنٹرول، جیسے معاملات کسی مہم جوئی کا سبب بن سکتے ہیں اور ایسی کوئی بھی حرکت ایک ایٹمی جنگ کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔میرے انتہائی شفیق محسن بہنوئی جناب پیرزادہ محمد شفیع قادری صاحب آف پامپور نے کچھ فیملی تصاویر بھیجی تھیں جو چار ماہ کی مسافت کے بعد گذشتہ پیر کو مجھے ملیں ان میں کچھ ایسی تصاویر بھی ہیں جن کا کشمیر کی تاریخ سے ایک گہرا تعلق ہے اور وہ تصاویر میں اپنے ان دوستوں کے ساتھ SHARE کر رہا ہوں جو کشمیر کی بابت سچ کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ان تصاویر میں اپنے تایا جان جناب پیر مقبول گیلانی صاحب کی تصاویر دیکھ کر مجھے ماضی کے چند واقعات یاد آگیے ایسے واقعات جن کا ایک وقت میں زبان پر لانا بھی کسی انجانے خوف میں مبتلا کر دیتا تھا۔میڈیا اور پھر سوشل میڈیا اور پھر وکی لیکس سب نے ایک ایسی امید پیدا کردی ہے کہ اب سچ سننے، پڑھنے اور دیکھنے کو ملے گا۔ پیر صاحب ۱۹۵۴ ' کشمیر سازش کیس ' میں گرفتار ہوے، جلاوطنی کی زندگی گزاری، اور دیار غیر میں ہی وفات پائی۔ حکومت ہند کا کہنا ہے کہ Kashmir Conspiracy Case was the legal case filed by Government of India, by which Sheikh Abdullah and others were arrested and jailed. Abduallah along with Mirza Afzal Beig, Pir Maqbool Gillani, Maulana Masoodi, Soofi Akbar and 22 others were accused of conspiracy against the state in the for ---allegedly espousing the cause of an independent Kashmir.

کشمیر سازش کیس کی حقیقت کیا ہے، پیر صاحب دہلی سے کراچی کیسے پہنچے، شیخ صاحب کے بااعتماد ساتھی ہونے کے ناطے وہ شیخ صاحب اور حکومت پاکستان کے مابین رابطہ کار کی حیثیت سے ان تمام حقایق سے آگاہ رہے جن کا تعلق کشمیر کی سیاست سے تھا۔ پاکستان کے فوجی حکمرانوں کی کشمیر کے ضمن میں حماقتوں کا تذکرہ اپنی نجی محفلوں میں کرتے رہتے تھے۔ ان معاملات پر انشاءاللہ جلد کچھ لکھوں گا۔۔۔۔آپ کا مخلص راجہ مظفر ۹ جنوری ۲۰۱۲ء

تحریروترتیب: راجہ مظفر

پیر محمد مقبول گیلانی مرحوم کی ڈائری سے اہم انکشافات (۴)

پاکستان سے جب معاملات پر آگے بڑھنے کا اور کشمیر کے منصوبہ کامل آزادی کو عملی شکل دینے کا وقت آیا تو۔۔

☆☆☆☆پاکستانی وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے رابطوں کی تصدیق کیلیے مجھے شکار کیلیے استعمال ہونے والی ۱۲ بور کی دونالی بندوق بطور تحفہ بھیجی انہیں میری بابت بتایا گیا کہ شکار میرا محبوب مشغلہ ہے۔شیخ صاحب، بیگ صاحب اور دیگر ساتھیوں نے حکومتی معاملات کو چلانے کے ساتھ ساتھ عوامی رابطہ مہم بھی تیز کردی اور جلسے جلوسوں میں تقریر وتحریر کے ذریعے پنڈت نہرو سے اپنے وعدے کے مطابق رائے شماری کرانے کے مطالبے میں شدت پیدا کردی۔ان کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ حالات کو معمول پر لانے کی ہماری کاوشوں کا دہلی میں غلط مطلب لیا جارہا ہے۔پاکستان سے جب معاملات اور طے شدہ باتوں پر آگے بڑھنے کا اور منصوبہ کامل آزادی کو عملی شکل دینے کا وقت آیا تو پاکستان میں خواجہ ناظم الدین کو برطرف کردیا گیا،اور میجر عسکر علی شاہ کو اس کے حاسدو مخالف آفیسران نے ایسے چکروں میں الجھایا کہ اس نے ملازمت چھوڑ کر صحافت کے پیشہ سے وابستہ ہونے میں ہی اپنی عافیت جانی۔ہماری صفوں کے اندر کے کچھ لوگوں نے پاکستان سے رابطوں کی بابت بذریعہ بخشی بھارتی حکومت کو آگاہ کردیا،پنڈت جی کو ابتدا میں ان اطلاعات اور افواہوں پر یقین نہیں آیا،ہماری حکومت کی برطرفی کی تجاویز کو رد کردیا،پنڈت جی کی ایما پر مولانا ابوالکلام آزاد سرینگر تشریف لائے مجھے انہوں نے بہت کریدا،پھر شیخ صاحب سے ملاقات میں انہوں نے شیخ صاحب کو دہلی آنے کا مشورہ دیا، بشیر حسین قدوائی صاحب کی خط و کتابت بھی شیخ صاحب کو دہلی یاترا پر آمادہ نہ کرسکی تو پنڈت جی خود سرینگر آئے۔تھوڑی برف پگھلی۔شیخ صاحب کی ہدایت پر پنڈت جی سے ہونے والی بات چیت کی روشنی میں معاملات کو طے کرنے اور پیدا ہوئی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی غرض سے مرزا افضل بیگ اور بخشی غلام محمد دہلی گے، بیگ صاحب رائے شماری کے مطالبے کو سرد خانے میں ڈالنے سے صاف انکار کرکے دیگر معاملات پر بات چیت نامکمل چھوڑ کر واپس سرینگر آگئے بخشی بہانہ بنا کردلی

پیر صاحب کی ڈائری سے (صفحہ ۸).... **کیا ہندوستان میں آج کوئی مردولہ سارابائی نہیں؟**

پرمٹ ملتے ہی میں نے دہلی مردولا سارابائی کو اپنی آمد سے متعلق تار ارسال کر دیا، اگلے دن پٹھانکوٹ اور پھر وہاں سے بذریعہ کشمیر میل دہلی پہنچا۔ ریلوے سٹیشن پر مردولا سارابائی، مولوی محمد سعید صاحب، چوہدر شفیع صاحب، مخدومی صاحب اور چکن صاحب کو اپنا منتظر پایا۔ وہاں سے سیدھے ہم مردولا جی کے گھر پہنچے ان دنوں وہ Constitution House کرزن روڈ پر رہتی تھیں۔ وہ میرا بے حد احترام کرتی تھیں، ان کی کشمیریوں سے محبت بے مثال تھی۔ (مردولہ سارابائی کون تھیں کشمیر میں اکثر لوگوں کو علم ہی نہیں۔ میں نے Rediff سے ایک پیرا نقل کیا ہے جو ذیل میں چسپان کر رہا ہوں۔ کیا ہندوستان میں آج کوئی مردولہ سارابائی نہیں جو حکمرانوں کی صف میں ہو اور کھڑی ہو کر کہہ دے کشمیریوں پر ظلم بند ہونا چاہیے... راجہ مظفر)

Born in 1911 in the illustrious Sarabhai family of Ahmedabad, Mridula came under the spell of Gandhi and left her palatial home to hoin the Salt Satyagraha. She was involved not only in the freedom struggle but also in the fight for women's equality, for the individual's right in dissent, and for the rights of minorities. After the midnight hour, she grew disillusioned with the Congress, rejected the lure of high office and championed the cause of Sheikh Abdullah for the last twenty years of her life, even going to prison for defending the Kashmiri leader. (Rediff).

مردولہ جی نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۴ کو وفات پائی۔

پارٹ نمبر ۷

بخشی نے مشورہ دیا آپ دہلی میں پیر محمد افضل مخدومی اور چکن صاحب سے بچ کر رہنا!!!

ڈی پی دھر ذاتی طور بخشی کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اس نے بار بار اصرار کیا کہ میں بخشی صاحب سے مل لوں وہ کل سرینگر جا رہا ہے تا کہ پرمٹ کے اجرا میں تاخیر نہ ہو۔ اگلے دن میں بخشی غلام محمد سے ملنے ان کی رہائشگاہ پہنچا، لان میں جموں کے کچھ چمچے اور وادی سے تعلق رکھنے والے وہ اہلکار جو مجھے ذاتی طور جانتے تھے میرے ارد گرد جمع ہو گے۔ بخشی میری آمد کی اطلاع پا کر فوری طور باہر آ گئے، میری خیر خیریت دریافت کی، مجھے اس کے چہرے پر کسی شرمندگی کے آثار نظر نہیں آے، میں اسے بتایا کہ سرینگر سے مجھے ہندوستان جانے کا پرمٹ نہیں اور ڈی پی دھر نے مجھے بتایا کہ آپ کے حکم کے بغیر مجھے پرمٹ نہیں مل سکتا!!! وہ اس بات پر تلملا سا گیا اور اونچی آواز میں آئی۔ جی۔ پی کرنل بلدیو سنگھ کو کہا کہ مجھے فوری طور پرمٹ جاری کیا جاے۔ اور ایرپورٹ جانے کیلیے گاڑی میں سوار ہو گیا، میں بھی جانے کیلیے جب باہر لان میں آیا تو اچانک سرکاری پروٹوکول کی ایک گاڑی میرے پاس آ کر رکی، رام لال نے بخشی کا پیغام دیا کہ وہ مجمع میں آپ سے بات نہ کر سکے اور ان کی خواہش ہے کہ میں ایرپورٹ چلوں تا کہ وہاں بات ہو سکے۔ میں نے رام لال کو کہا کہ میری بات ہو چکی ہے اب ایسی کون سی بات رہ گی جو کرنی ہے...

بحر کیف میں ایرپورٹ پہنچا بخشی کو اپنا منتظر پایا۔ انتہای ادب احترام سے ملا۔ اس نے ذاتی طور دہلی میں میرے طعام و قیام کی پیشکش جس پر میں نے معذرت کر لی۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ آپ دہلی میں پیر محمد افضل مخدومی اور چکن صاحب سے بچ کر رہنا ان دونوں پر پولیس کی کڑی نگرانی ہے، آپ سیاست کی بجاے اپنے علاج پر توجہ دیں، جس پر میں نے ان سے کہا کہ دہلی میں میری گرفتاری سے آپ کو کیا صدمہ ہو گا؟ آپ نے کشمیر میں مجھے کب سکون دیا؟ آپ جمع خاطر رکھیے میں دہلی میں مردولا سارا بائی کے گھر رہوں گا اور علاج معالجہ اپنے دوستوں مخدومی و چکن کے بھروسے پر ہی کراوں گا۔ جاری ہے۔۔

لے کر آیا تھا ۔مقدمہ سازش کے دوران عدالت میں جو بیانات ریکارڈ کرائے گئے استغاثہ نے جو کہانی لکھی یہ سب کچھ منظر عام پر آنا چاہیے۔ میں نے اپنے کچھ آرٹیکلز میں ان واقعات کا ذکر کیا ہے جو انکشافات گیلانیہ کے عنوان سے فیس بک البم میں موجود ہیں۔ میں کبھی کبھی اس بات پر حیران ہوتا ہوں کہ دو نوتشکیل نو آزاد مملکتوں بھارت و پاکستان کے درمیان تقسیم ہونے والی سول و فوجی بیورو کریسی کو راتوں رات کیا خیال آیا کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔ کشمیر اور کشمیری ان ہی سازشی عناصر کی سازشوں کا شکار ہو گئے۔ اور دونوں ملک آج تک ایک دوسرے سے خوفزدہ ہونے ساتھ ساتھ عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ ایک دوسرے پر اعتبار ہی نہیں کر رہے۔

ایوان صدر راولپنڈی میں شیخ محمد عبداللہ اپنے ساتھیوں پیر مقبول گیلانی، مرزا افضل بیگ اور دوسروں سے مشورہ کرتے ہوئے

ہمیں شیخ عبداللہ صاحب کے حوالہ سے ان کی جدوجہد کو مختلف ادوار میں تقسیم کر کے دیکھنا ہو گا۔ بقول کشمیری تاریخ دان جی ایم میر مغلوں، افغانوں، سکھوں اور ڈوگروں کی غلامی نے کشمیری قوم کو اس قدر پست ہمت اور اذیت پسند بنا دیا تھا کہ علامہ اقبال اپنی قوم کی حالت زار دیکھ کر پکار اٹھے۔

کشیری کہ با بندگی خو گرفتہ ۔ بتے می تراشد زسنگ مزارے

انہوں نے بارگاہ ایزدی میں دعا مانگی تھی کہ اے رب العالمین :

ازاں مے فشاں قطرہ بر کشیری کہ خاسترش آفریند شرارے

علامہ کی دعا قبول ہوئی کشمیر میں مہاراجہ کے مظالم، مسلمانوں سے بیگار لینے کے خلاف عوامی نفرت کی لہر نے ۱۹۳۱ میں منظم سیاسی تحریک کی شکل اختیار کر لی، شیخ عبداللہ مرحوم کی قیادت میں یہ اتنی تیزی سے پھیلی کہ چند سال کے اندر کشمیری قوم اپنے غصب شدہ بیشتر حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ ۱۹۳۴ میں کشمیر برصغیر کی وہ پہلی اور واحد ریاست تھی جہاں عوامی سیاسی تحریک کے نتیجے میں ایک قانون ساز اسمبلی کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۴۶ میں کشمیر چھوڑ دو تحریک کا مقصد ریاست میں ایک ذمہ دارانہ جمہوری نظام حکومت کا

قیام عمل میں لانا تھا اس وقت ریاست میں صرف دو بڑی سیاسی جماعتیں نیشنل کانفرنس اور مسلم کانفرنس ہوا کرتی تھیں۔ شیخ عبداللہ نے اعلان کیا کہ وقت آ گیا ہے کہ معاہدہ امرتسر کو پھاڑ پھینکا جائے، اقتدار اعلیٰ مہاراجہ کا پیدائشی حق نہیں، کشمیر چھوڑ دو کی تحریک بغاوت نہیں بلکہ ہمارے بنیادی انسانی حقوق کے حصول کا سوال ہے۔ شیخ عبداللہ کشمیر میں مقبول اور طاقتور سیاسی رہنما کے طور سامنے آئے اور یہ وہ وقت تھا جب برصغیر میں آزادی کی تحریک ،،ہندوستان چھوڑ دو،، اپنے عروج پر تھی، مسلم لیگ اور کانگریس کشمیر میں اپنا سیاسی اثر و رسوخ بڑھانا چاہتی تھیں۔ اسے شیخ صاحب کی غلطی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ۱۹۴۰ میں پنڈت جواہر لال نہرو کو کشمیر آنے کی دعوت دے کر غیر ریاستی سیاست کو کشمیر میں در آمد کیا۔

ایوان صدر راولپنڈی شیخ عبداللہ، مرزا افضل بیگ، صدر ایوب اور ذوالفقار علی بھٹو کے ہمراہ

اگر چہ پنڈت نہرو کا تعلق کشمیر سے تھا اور وہ جاگیردارانہ نظام کے بھی خلاف تھا۔ اس نے مہاراجہ کشمیر اور اس کے ظالمانہ نظام کے خلاف جوشیلی تقریریں کیں اس دورے سے پنڈت جی اور شیخ عبداللہ دوستی کے گہرے بندھن میں بندھ گے۔ اب مسلم لیگ کی باری تھی ۱۹۴۴ میں قائد اعظم محمد علی جناح کشمیر کے دورے پر آئے نیشنل کانفرنس اور مسلم کانفرنس دونوں ہی جماعتوں نے ان کا فقید المثال اور شاندار استقبال کیا، قائد اعظم نے صرف مسلم کانفرنس کے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے اسے کشمیری مسلمانوں کی نمائندہ جماعت قرار دیا تو کشمیر کی سیاست شیر بکرا گروہوں میں تقسیم ہو کر رہ گی !!! اور ردعمل میں شیخ عبداللہ نے اپنا سیاسی تعلق کانگریس کے ساتھ جوڑنے کیلیے ۱۹۴۵ میں کانگریس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد، پنڈت نہرو اور صوبہ سرحد کے سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان کو کشمیر آنے کی دعوت دی انہوں نے سرینگر میں ،،کشمیر چھوڑ دو ،،تحریک کے سلسلے میں منعقدہ اجتماع سے خطاب کیا۔ مہاراجہ کو یہ سرگرمیاں ناگوار گذریں شیخ عبداللہ اور ان کے ساتھی گرفتار کر لیے گے۔ مہاراجہ نے پنڈت نہرو اور بیرسٹر آصف علی کو کشمیر کی سرحدی چوکی کوہالہ کے مقام پر کشمیر میں داخل ہونے پر گرفتار کر لیا اس طرح مہاراجہ اور پنڈت نہرو کے مابین دشمنی پیدا ہو گی، ادھر ۱۹۴۷ کے ابتدائی مہینوں میں پونچھ میں مہاراجہ کے مظالم کے خلاف چل رہی تحریک نے تشدد کا راستہ اختیار کر لیا۔ ان ہی دنوں

لیاقت علی کو حیرت تھی کہ نہرو نے رائے شماری کی تجویز کو مان لیا ہے۔بغیر معاونین نہرو۔لیاقت ملاقاتیں ۲۰ سے ۲۴ جولائی کو دہلی میں ہوئیں جو ۱۸ گھنٹے کے دورانیہ پر مشتمل تھیں۔ ڈکسن نے دونوں سربراہانِ مملکت کے مابین رابطہ کار کے فرائض انجام دیئے۔نہرو نے ساری ریاست میں رائے شماری کرانے کی تجویز تسلیم کرنے سے انکار کردیا، پاک بھارت سربراہی کانفرنس ایک طرح سے ناکام ہو گئی۔۔بھارت کے اناری جنرل اے۔جی نورانی نے اس کانفرنس کی ناکامی کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال سے متعلق اپنے ایک آرٹیکل میں لکھا۔۔۔

"After the collapse of the summit, Dixon received from Nehru a tentative proposal: "In Jammu the ceasefire line would become the boundary, Azad Kashmir going to Pakistan, the remainder to India. Since the latter included territory north of the **Chenab River**, India would also agree not to reduce 'sensibly, substantially or materially' its flow. The Northern Areas would be conceded but Buddhist Ladakh in the east would remain with India. As to the Valley, which Nehru defined generously, he agreed that prima facie it was in doubt and that a plebiscite must be taken... This would, inter alia, minimise refugee movement while simplifying demilitarisation and administrative arrangements. The Valley, overwhelmingly Muslim but also Sheikh Abdullah's power base, would be subject to a vote. The major difference that arose was about the territory that India claimed automatically."

امریکی سفیر ہینڈرسن نے ستمبر ۱۹۵۰ء میں سرینگر میں شیخ عبدﷲ سے دو مرتبہ خفیہ ملاقاتیں کیں اور شیخ صاحب نے کشمیر کو خود مختیار رکھنے کی رائے دی (بحوالہ امریکی دستاویز FRUS Page 1,434) ۱۸ ستمبر کو برطانوی اور امریکی حکام کو بتایا گیا کہ ڈکسن اپنے مشن میں ناکام ہو گئے ہیں۔تاہم ڈکسن کی مرتب کردہ رپورٹوں اور تجاویز سے استفادہ کیا جاسکتا ہے بحوالہ امریکی رپورٹ۔ (FRUS; page 201). ۹ اگست ۱۹۵۳ء کو وزیراعظم کشمیر شیخ عبدﷲ، اُنکی کابینہ کے سینئر ارکان اور قریبی ساتھیوں مرزا افضل بیگ، میرے تایا پیر مقبول گیلانی، مولانا سید مسعودی اور صوفی محمد اکبر کو برطرف کر کے گرفتار کرلیا گیا اور اُن پر امریکہ اور پاکستان سے مل کر بھارت کے خلاف سازش کرنے کا مقدمہ قائم کیا گیا۔ان گرفتاریوں کے ساتھ ہی کشمیر کو دی گئی اٹانومی رسیلف رُول ختم ہوگیا۔بغیر بین الاقوامی تحفظ کے دوطرفہ معاہدہ کا یہی انجام ہونا تھا۔۔جاری ہے

کر صورت حال کی جانکاری لے، امن قایم کرے اور مسلے کے حل کیلیے سفارشات وتجاویز تیار کرے، ۲۴ جنوری کو سلامتی کونسل میں امریکی سفیر نے تجویز پیش کی کہ کشمیر میں ایک ایسی عبوری حکومت قایم کی جاے جو تعصب کی بو سے پاک ہو اور جس کی انصاف پسندی پر دنیا اعتماد کر سکے۔ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ کو کمیشن نے دونوں حکومتوں کی رضامندی سے ایک قرارداد پاس کی جس کی رو سے دونوں حکومتوں نے اس بات پر اتفاق کیا اور یقین دلایا کہ ریاست جموں کشمیر کے مستقبل کی حیثیت کا تعین یہاں کے عوام کی آزادانہ راے سے ہوگا، اس مقصد کیلیے ریاست سے تمام غیر ریاستی افراد کا اخراج، ریاست کو چھوڑ کر گے تمام کشمیری باشندوں کی واپسی، تمام سیاسی نظر بندوں کی رہائی اور ناظم راے شماری کے تقرر پر اتفاق کیا گیا۔ اسی قرارداد کی روشنی میں یکم جنوری ۱۹۴۹ کو جنگ بندی عمل میں آگئی، کمیشن کے سربراہ سر اوون ڈکسن سے کہا گیا کہ وہ علاقے کا دورہ کریں اور تنازعہ کشمیر کا کوئی قابل قبول اور قابل عمل حل تلاش کریں۔ ڈکسن ۲۷ مئی ۱۹۵۰ء کو دہلی پہنچے، نہرو، باجپائی اور وشنو ساہنے سے ملے۔ ساہنے نے ڈکسن کو نقشے پر کشمیر کو تقسیم کرنے والی وہ لکیر دکھائی جسے پنڈت جواہر لعل نہرو نے پاک بھارت سربراہی ملاقات کے موقع پر پاکستان کو پیش کرنی تھی۔ بھارتی وزارت خارجہ میں مسٹر گرجا شنکر باجپائی نے امریکی سفیر لاے ہینڈرسن کو بھی تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔ ڈکسن نے ۱۵ ستمبر ۱۹۵۰ء کو سلامتی کونسل میں اپنی رپورٹ پیش کر دی۔ سردار ولا بھائی پٹیل کی صاحبزادی منیبن پٹیل لکھتی ہیں کہ ڈکسن اپنے پلان کی کامیابی کیلیے بہت پر امید تھے۔ باجپائی نے پاکستان کیبنٹ کے سیکرٹری جنرل محمد علی کی اس تجویز سے اتفاق کیا کہ مصالحت کار کی آمد سے قبل بھارت و پاکستان کشمیر سے متعلق کچھ باتوں پر باہمی اتفاق کر لیں۔ اس دوران مہاراجہ کے ہندوستان سے متنازعہ الحاق کی قانونی حیثیت بھی زیر بحث رہی۔ ۶ فروری ۱۹۵۰ء کو شایع ہونے والی رپورٹ کے مطابق امریکی وزارت خارجہ کے قانونی مشیر نے اٹارنی جنرل ہار ٹیلے اور برطانوی وزارت خارجہ کے قانونی مشیر کی اس راے سے اتفاق کیا کہ کشمیر کا بھارت سے الحاق ناقص ہے۔ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے لیگل ایڈوایزر نے راے دی کہ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مہاراجہ کا دونوں نو آزاد مملکتوں (بھارت یا پاکستان) میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی الحاق کی قانونی حیثیت نہ ہوگی۔ چنانچہ پنڈت نہرو نے آل انڈیا ریڈیو پر قوم سے خطاب کرتے ہوے کہا: "ہم نے اعلان کیا ہے کہ کشمیر کی قسمت کا فیصلہ بالآخر کشمیر کے عوام کو کرنا ہے یہ عہد ہم نے نہ صرف جموں کشمیر کے عوام سے کیا ہے بلکہ ساری دنیا سے کیا ہے، ہم اس وعدے سے کبھی روگردانی نہیں کریں گے۔ ہم ایسا کر ہی نہیں سکتے۔"

اکتوبر ۱۹۴۷ سے لے کر اگست ۱۹۵۳ تک شیخ عبداللہ کی حکومت کی برطرفی اور گرفتاری تک پنڈت نہرو نے جو وعدے کیے وہ کیا تھے؟

☆ دسمبر ۱۹۴۷ کو سرینگر کے لال چوک میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوے واضح کیا: "بھارتی افواج کشمیر میں قتل عام بند کرنے اور امن وامان قایم کرنے آئی ہیں ہمارا کشمیر کی سرزمین ہتھیا لینے کا کوئی ارادہ نہیں ہے بھارت کی عظیم جمہوریہ کشمیریوں کو ان کی اپنی مرضی کے مستقبل کے تعین کی گارنٹی دیتی ہے۔"

☆ ۲۷ مئی ۱۹۴۹ کو پارلیمنٹ میں کہا کہ "اگر استصواب راے کے نتیجے میں ایسا فیصلہ سامنے آیا جو کہ بھارت کے ساتھ کشمیر کے الحاق

پہلے سے خراب موسم میں'' یہ فتح بی بی کہاں سے آٹپکی؟

جو کچھ بھی گذرنا ہے مرے دل پہ گذر جا یا اترا ہوا چہرہ ، مری دھرتی کا نکھر جاے

راجہ مظفر لاس آنجلیس امریکہ: یکم ستمبر ۲۰۱۵

آپریشن جبرالٹر کی بابت: جولوگ تاریخ کے واقعات کو ایک دوسرے پر اثر انداز محرکات اور ایک دوسرے سے جڑی کڑیوں کی صورت میں دیکھتے ہیں ان کے نزدیک ۱۹۵۳ سے بالعموم اور ۱۹۶۴/ ۱۹۶۵ سے بالخصوص جموں کشمیر میں جو کچھ ہو رہا تھا وہی پاک بھارت جنگ کا سبب بنا۔اور یہی جنگ آگے چل کر پاکستان کو دولخت کرنے کی وجہ بھی بنی۔ تین ہفتے قبل بھارتی حکومت کی جانب سے پہلی بار پینسٹھ کی جنگ کو جشن فتح کے طور منانے کے اعلان پر اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوے لکھا تھا کہ ایسا کرنے سے اشتعال پھیلے گا اس فیصلے کے پس پردہ کیا مقاصد ہیں مودی سرکار کس کو کیا کیا پیغام دینا چاہتی ہے؟ یہ آنے والا وقت واضع کر دے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ پینسٹھ کی جنگ میں جموں کشمیر کے عوام سب سے زیادہ متاثر ہوے اور ان کا بہت کچھ بدل گیا؟ اشتعال انگیزی کا ماحول بنانے کی بجاے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ماضی کے ایسے المیوں سے سبق سیکھا جاتا، دور بینی سے ان بنیادی وجوہات کا تجزیہ کیا جاتا کہ جن کی وجہ سے جنگ ہوی۔ حالات واقعات کی کڑیوں کو جوڑ کر جاننے کی کوشش کی جاتی کہ دونوں زمانوں کے واقعات میں کتنی مشابہت ہے؟ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے پاکستان کے خلاف جو سخت لاین اختیار کر رکھی ہے اور جس کے جواب میں حکومت پاکستان کے وزیر دفاع خواجہ آصف نے جو بیان دیا ہے اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ حالات درست سمت نہیں جا رہے۔ سر پر کھڑی جنگ سے بچنے کی تدبیریں بتانیں امریکہ کی سلامتی کی مشیر سوسان رایس اسلام آباد پہنچیں اور اب جرمنی کے وزیر خارجہ بھی اسلام آباد پہنچے ہیں۔ ہواوں فضاوں میں کشمیر کشمیر کی صدایں سنائی دے رہی ہیں۔ خدارا ماضی کے حالات سے ہندوستان، پاکستان اور خود کشمیری قیادت سبق سیکھے۔ سب ایک ایسی صورتحال میں پھنس چکے ہیں جس کا سوچا ہی نہ گیا تھا۔ میں نے ذیل میں حالات کا ایک مختصر جایزہ لیا ہے جو آپ کے ساتھ SHARE کر رہا ہوں۔

COPY of the Telegram: From US Ambassador in India to the Department of State . August 17, 1953

" Series of articles frontpaged by *Hindustan Times* August 15, 16, 17, indicates Government of India continues endeavor divert attention from its embarrassment over its action in Kashmir by charging foreign interference in Kashmir affairs. Articles by *Hindustan Times* political correspondent in Kashmir charge "United Nations Agency" with plotting establish Abdullah at head of independent government in Indian-occupied Kashmir through economic aid furnished by United Nations. Extremes to which these articles go are indicated by fact no effort has been made explain how Abdullah could gain independence through economic aid while surrounded by Indian troops. Embassy doubts *Hindustan Times* would play up these stories without at least acquiescence Government of India.

Special article in *Hindustan Standard* August 16 suggests plot to establish independent Kashmir hatched when Sheik Abdullah visited United States America "several months ago"; that United States Government was behind "coup" which made Mohammed Ali Pakistan Prime Minister; that Adlai Stevenson went to Kashmir in May 1953 to give final instructions to Abdullah regarding coup to make Indian-occupied Kashmir independent. Article observes Abdullah's foreign contacts obviously of "criminal, conspiratorial and treasonable character", and United States America objectives were buffer state between USSR and India, and Pakistan friendship which would make possible importation through Karachi of arms for Kashmir which would have become "virtually a Northern Pakistan".

صفحہ نمبر ۲

آپریشن جبرالٹر کی بابت " بی بی سی کا کہنا ہے کہ جبرالٹر آپریشن کا مقصد پاکستان کی فوج کو مجاہدین کے بھیس میں ہندوستان کے زیر انتظام کشمیر میں چوری چھپے بھیج کر وہاں بڑے پیانے پر شورش برپا کرنا تھا۔ منصوبہ کے مطابق یہ کمانڈوز مقامی کشمیریوں کی مدد و اعانت کے ساتھ وادی کے مختلف علاقوں میں چھاپہ مار جنگ لڑتے ہوئے ۹ اگست کو سرینگر میں جمع ہوتے اس روز شیخ عبداللہ کی سن ۱۹۵۳ء میں گرفتاری کی سالگرہ کے موقع پر محاذ رائے شماری نے عام ہڑتال کا اعلان کیا تھا اور ایک بڑے اجتماع کا اہتمام کیا تھا منصوبہ کے تحت اسی جلسہ سے کمانڈوز حملہ کرتے اور یوں ہندوستان کی حکمرانی کے خلاف بغاوت کا بھرپور آغاز ہوتا۔" (بحوالہ بی بی سی ۱۶ / اگست ۲۰۰۵)۔ "بی بی سی کی یہ رپورٹ اپنی جگہ مگر ہوا یہ کہ جنگ کے خاتمے پر پاکستان اور پاکستان کے زیر انتظام کشمیر میں طرح طرح کی افواہیں پھیلای گیں۔ کشمیریوں کو بزدل اور بھارتی جاسوس ثابت کرنے کیلیے اس وقت میں ڈائجسٹوں اور رسایل میں من گھڑت کہانیاں آپ بیتیاں اور افسانے لکھے گے۔ بھلا ہو آپریشن جبرالٹر کے ایک اہم کردار اور کمانڈر بریگیڈیر فاروق کا (جو ڈاکٹر فاروق حیدر مرحوم اور مقبول بٹ شہید کے مشترکہ دوست تھے) جنہوں نے اردو ڈائجسٹ میں اپنی آپ بیتی لکھی اور لکھا کہ اتنی بڑی تعداد کشمیر کے اندر زندہ رہ ہی نہیں سکتی تھی اگر مقامی آبادی تعاون نہ کرتی؟ انہوں نے قسط وار مضامین لکھے ایک قسط میں مظفرآباد کے معروف بزنس مین شالبافی کی تجارت سے وابستہ ستار کا کامرحوم، مقبول نایک اور بہت سے نامی گرامی کشمیری کرداروں کا ذکر کیا۔ کشمیریوں کے خلاف منفی پراپیگنڈا کرنے والوں نے یہ سوچنا گوارا ہی نہ کیا کہ سرینگر میں بٹمالو مکمل طور جلا دیا گیا آخر کیوں؟ دراصل آپریشن لانچ کرنے والے اپنی ناکامی کو چھپانے کیلیے اس قسم کا پراپیگنڈا کر رہے تھے۔ معاہدہ تاشقند کے تھوڑی ہی مدت بعد مقبول بٹ اور ان کے ساتھیوں کا مقبوضہ کشمیر جانا کیوں ضروری

INDIANS SET FIRE TO SRINAGAR AREA

Peop'e shot down by Army: US report

کشمیر کی مکمل آزادی کی جدوجہد کرنے والوں کو اس کا تجزیہ کرنا چاہیے۔ بہت سے دیگر ایسے واقعات ہیں جن پر Introspection کیا جانا چاہیے۔ اور ایسا کرنے میں تاریخ کے صفحات پر نظر ڈالنا ماضی کھنگالنے کے زمرے میں نہیں آتا۔ لگ بھگ ۲۶ سال پرانی بات ہے آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان صاحب مرحوم نے دوران میٹنگ کسی ایک بات پر اپنے ردعمل میں مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ میں اپنے تجربے کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں کہ "آپ لوگ" نادانستگی میں بہت کچھ غلط کر رہے ہو۔ اور کہا کہ میری بات سمجھنے اور جاننے کیلیے میری کتاب آپریشن جبرالٹر پڑھ لو اور ساتھ ہی اپنے سیکرٹری فاروق خان صاحب کو مجھے کتاب دینے کا کہا۔ (فاروق صاحب بقید حیات ہیں وہ اس واقع کی تصدیق یا تردید کر سکتے ہیں) ایوان صدر سے رخصتی کے وقت میں کتاب لینا بھول گیا سو وہ میں نہ پڑھ سکا۔

سردار صاحب نے اپنی کتاب میں اس آپریشن کی بابت کیا لکھا مجھے علم نہیں اگر کسی دوست ساتھی کے پاس وہ کتاب ہوتو اس کے اقتباسات Share کرے۔ الطاف حسین قریشی صاحب نے اردو ڈائجسٹ میں بہت سی کہانیاں چھاپیں اس طرح آپریشن جبرالٹر اپنے اندر بے شمار کہانیاں لیے ہوئے ہے۔ بھارت وپاکستان کی حکومتوں نے اپنی اپنی جگہ اس آپریشن میں کشمیریوں کے کردار پر متضاد حاشیہ آرائی کی۔ مظفرآباد میں مقیم مہاجر کشمیری ملازمین جو اعلی سرکاری عہدوں پر فائز تھے کی لسٹیں بنائی گییں اوران پر نگرانی کا عمل شروع کر دیا گیا۔ یہ بھی لکھا گیا کہ آزادکشمیر میں ایک اسرائیل آباد ہے۔ بھارت نے کہا کہ پاکستان کو کشمیریوں کا تعاون نہیں ملا کشمیری اس کے ساتھ نہیں بلکہ ہندوستان کے ساتھ ہیں۔ پاکستان کے بعض لوگوں نے آپریشن جبرالٹر کی ناکامی کا سب سے بڑا سبب یہ بتایا کہ کشمیریوں نے تعاون نہیں کیا اور آزادکشمیر سے گیے ہوئے مجاہدین کو پکڑوایا۔ دونوں ہی باتیں درست نہیں۔ سب سے پہلے بھارت کو کچھ واقعات یاددلانا چاہتا ہوں تاکہ وہ جشن فتح منانے کی بجائے خود بینی سے کام لے۔ ☆۹ اگست ۱۹۵۳ء کو جموں کشمیر کے پہلے وزیراعظم کو برطرف کرنے انہیں اور ان کے سینکڑوں ساتھیوں کو جیل میں ڈالنے، کشمیر میں سیاست کے Indigenous character پر شب خون مارنے کشمیری لیڈرشپ اورعوام کے ساتھ اعتماد کے رشتے کو ہمیشہ ہمیشہ دفن کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ دراصل یہ بات ضرور مدنظر رکھی جانی چاہیے کہ بھارت وپاکستان نے ۱۹۴۸ سے ۱۹۵۳ کے درمیان کشمیر کے حل کیلیے رائے شماری کو ہی بنیاد بنائے رکھا، دونوں UNCIP کی قرار دادوں کے آپریشنل حصہ (جس میں دونوں سے جموں کشمیر سے فوجیں نکالنے کو کہا گیا تھا۔) پر اختلاف ہو جانے کی وجہ سے بات چیت کرتے رہے، کمیشن کے ممبران کو کراچی ودہلی کے دورے کرنے کیلیے تمام تر سہولیات فراہم کرتے رہے جبکہ گراونڈ سچویشن بدل رہی تھی شیخ عبداللہ وزیراعظم بننے کے بعد ریاست جموں کشمیر کو ہر پہلو سے ایک بااختیار حکومت اور آزاد ریاست بنانے کی بات کرنے لگے۔ وہ چاہتے تھے کہ ریاست بھارت وپاکستان کے درمیان بفرزون بنے۔ درون خانہ ان کی بات پاکستان سے چل نکلی تھی۔ پنڈت نہرو جی کو اپنے جگری دوست کی یہ ادا پسند نہ آئی، ☆مئی ۱۹۵۸ء میں شیخ عبدالہ اوران کے ساتھیوں کے خلاف کشمیر سازش کیس کا مقدمہ درج کیا گیا اور مقدمے کی وجوہات میں استغاثہ نے یہی الزام لگایا تھا۔ برطانیہ میں مقیم میرپور آزادکشمیر کے چند لوگوں نے مل کر ایک لیگل ڈیفنس کمیٹی بھی بنائی غالبًا گلاسکو والے رحیم صاحب اس کے محرک یا نگران تھے۔ اور ریاست جموں کشمیر کے عوام نے جس ناراضگی اور ردعمل کا اظہار کیا اسے دلی سرکار نے خاطر میں نہ لایا، جموں کشمیر کے عوام کے جذبات واحساسات کی توہین کی گئی جبکہ حکومت پاکستان نے جموں کشمیر میں پیدا ہوئی صورتحال سے بھرپور فایدہ اٹھانے اور ان کشمیریوں کے دل جیتنے کی کوشش کی جو ان سے ناراض چلے آرہے تھے۔ آپریشن جبرالٹر کے مصنف جنرل اختر ملک اپنی اعلی ملٹری قیادت کو یہ باور کرانے میں بڑی حد تک کامیاب رہے کہ وادی کشمیر میں حالات شورش کیلیے سازگار ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ پاکستان کے وزیرخارجہ ذوالفقار علی بھٹو اور سیکرٹری خارجہ عزیز احمد دونوں نے صدر ایوب اور جنرل موسی کو یہ باور کرایا تھا کہ امریکیوں نے انہیں یقین دلایا ہے کہ ہندوستان بین الاقوامی سرحد پار نہیں کرے گا۔ امریکی صدر آیزن ہاور نے کشمیر کے

ضمن میں امریکہ کو الگ تھلگ رکھنے کی جو پالیسی بنای تھی صدر کنیڈی کے دور میں تبدیل ہوی اور امریکہ نے بھارت و پاکستان کو بات چیت کرنے کا مشورہ دینے اور مفاہمتی کردار ادا کرنے کی بھی پیشکش کر دی تھی۔ ۱۹۵۹ء میں چین نے جب تبت کو چین میں ضم کر لیا تو دیگر محرکات کے علاوہ بین الاقوامی سیاست متحرک ہوگئی۔۔۔ بھارت و پاکستان نے حکومت برطانیہ و امریکہ کی خواہش پر باہمی بات

چیت کا آغاز کیا تا کہ شیخ عبداللہ کی گرفتاری کے بعد جموں کشمیر میں جو صورتحال بگڑی ہے اور اس وجہ سے پاک بھارت تعلقات میں جو کشیدگی آئی ہے اسے کم کیا جا سکے۔ اور تنازعہ کشمیر کا کوی عملی حل تلاش کیا جا سکے۔ بھارتی حکومت شیخ عبداللہ پر قایم کیے گے مقدمے کے فیصلے کا انتظار کرنا چاہتی تھی تا کہ وہ دنیا کے سامنے پاکستانی مداخلت کا ثبوت عدالتی فیصلہ کی شکل میں رکھے، جب کہ پاکستان کی حکومت شیخ عبدالہ کی قید سے پیدا ہونے والی صورتحال عوامی ردعمل اور عوامی بے چینی سے فایدہ اٹھانا چاہتا تھا کشمیر میں بھارتی حکومت کی پیدا کردہ صورت حال پاکستان کیلیے نہایت موزوں تھی۔ سرینگر میں بخشی سرکار کی غنڈہ گردی ظلم و جبر جلتی پر تیل چھڑکنے کا کام کر رہی تھی، غلام قادر گاندھربلی نے انسانیت سوز تشدد کر کے کشمیر سازش کیس کے بنیادی اہم ملزم (میرے انکل) پیر مقبول گیلانی کے خلاف ان کے اپنے انتہای قریبی عزیزوں کو وعدہ معاف گواہ بنالیا۔ وہ اس وقت پنڈت نہرو کی ذاتی دلچپی سے پیرول پر دلی علاج کیلیے آے تھے اور مردولہ سارا بای کے ہاں قیام پذیر تھے۔ پیشتر اس کے وہ دوبارہ گرفتار ہوتے وہ دہلی میں پاکستانی ہای کمیشن کے تعاون سے پاکستان منتقل ہونے میں کامیاب ہوگے۔ حکومت ہندوستان نے پیر صاحب کو محفوظ راہ داری فراہم کرنے پر پاکستان سے شدید احتجاج کیا۔ ان اور دیگر جزی وجوہات کی وجہ سے اس وقت بھی پاک بھارت بات چیت کا عمل انتہای سست روی کا شکار ہوگیا۔ اسی اثنا میں خطے میں ایک اور بڑا اہم واقع پیش آگیا جس نے علاقای ہی نہیں عالمی سیاست کے زاویے بھی تبدیل کر دیے۔ ۱۹۶۲ میں بھارت و چین کے مابین جنگ شروع ہوگی۔ پاکستان کے صدر ایوب خان نے کشمیر کے حل میں امریکی مدد کے وعدے کی وجہ سے پاکستان کو چین بھارت جنگ میں چین کی خواہش کے برعکس الگ رکھا۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کو سرینگر میں موے مقدس کی چوری کا واقع پیش آگیا اور پوری وادی میں پر تشدد مظاہرے شروع ہوگیے۔ حکومت نے ۴ جنوری ۱۹۶۴ کو موے مقدس کی بازیابی کا تو اعلان کیا مگر لوگوں نے حکومتی دعوے کی صحت پر یقین نہ

معاملات میں رابطہ کار اور نگران تھے کو ایوب خان نے ملاقات کیلیے پیغام بھیجا۔ اس ملاقات میں شیخ عبداللہ کے مجوزہ دورہ مشرق وسطی کے حوالے سے بات ہوئی۔ انہیں بتایا گیا کہ بھارت کی حکومت نے شیخ عبداللہ کو سفر کی اجازت دے دی ہے اور کہا کہ آپ بھی حج پر جانے کی تیاری کریں۔ اسی میٹنگ میں ملک حبیب اللہ بھی موجود تھے انکی تجویز پر پیر صاحب کی سربراہی میں وادی کشمیر سے تعلق رکھنے والی دو شخصیات خواجہ ثناءاللہ شمیم اور خواجہ غلام دین وانی پر مشتمل رابطہ کمیٹی کو جدہ بھیجنے کا فیصلہ ہوا۔ (یاد رہے اس وقت آئی ایس آئی کا یا تو وجود نہیں تھا یا اس کا یہ کام نہیں تھا)۔ فروری ۱۹۶۵ میں شیخ عبداللہ اور دیگر کشمیری رہنماوں کا وفد مشرق وسطی پہنچا، قاہرہ میں صدر ناصر، الجزائر میں صدر بن بیلہ اور پھر چینی وزیر اعظم چواین لای سے ملاقاتوں میں پاکستان کی سفارتی کوششوں کا بڑا عمل دخل تھا۔ خبریں آنے پر بھارتی میڈیا میں شور اٹھا۔ ہندوستان کی حکومت نے شیخ صاحب کو دورہ ادھورا چھوڑ کر واپس آنے یا پاسپورٹ سرنڈر کرنے کیلیے پیغام بھیجا۔ پاکستان کے سفیر خواجہ شہاب الدین کی رہایش گاہ پر مشوروں کے بعد، شیخ صاحب نے واپسی کا فیصلہ کیا۔ اور واپسی پر پالم کے ہوائی اڈاہ پر انہیں ڈیفنس رولز آف انڈیا کے تحت گرفتار کرلیا گیا۔ کشمیر میں احتجاجی مگر پرتشدد مظاہرے شروع ہوگے پاکستانی اخبارات نے لکھا کہ ان مظاہروں کے دوران ۴۰ لوگ مارے گے اور تین سو کے قریب زخمی ہوے۔ یہ صورتحال کشمیریوں کو بھارت سے مزید دور کرتی چلی گئ۔ سرینگر میں غلام رسول زرگیر، نذیر وانی جیسے درجنوں نو جوانوں نے زیرزمین سرگرمیاں شروع کردیں، منشی اسحاق کی صدارت میں JKPF کے ہونے والے اجلاس میں راے شماری کے مطالبے کو زیادہ نمایاں طور سامنے لایا گیا۔ سیکلوسٹایل مشینوں نے ہینڈ بل تیار کرنے کا کام شروع کردیا۔ ایک ایسی صورتحال پیدا ہوگئ جس میں آپریشن جبرالٹر جیسے منصوبوں کی گنجایش پیدا ہوجانا فطری امر ہے۔ مظفرآباد میں ویلی سے تعلق رکھنے والے بااثر کشمیری مہاجرین جو زیادہ تر اعلی حکومتی عہدوں پر فائز تھے میں سے چیدہ چیدہ چند افراد کو ایک خاص سطح تک اعتماد میں لیا گیا۔ تاکہ ان سے کشمیر کے دوسری جانب نقل وحمل میں مدد لی جا سکے۔ راولپنڈی میں میرواعظ خاندان کے چند افراد اور بارہمولہ سرینگر کشمیر اور جموں، راجوری اور بھدرواہ سے ہجرت کرکے آنے والے چند بااثر شخصیات کو بھی بنا ے گے چھوٹے سے سیل کا حصہ بنایا گیا۔ جس کا نام کشمیر لبریشن کونسل رکھا گیا۔ آپریشن کی حساسیت کے پیش نظر کسی بڑی قابل ذکر شخصیت سے مشورہ نہیں کیا گیا۔ میرواعظ صاحب اور پیر صاحب کی معرفت مولوی مسعودی، مولوی میرواعظ محمد فاروق، صدرالدین مجاہد، محی الدین کرہ جیسی کچھ شخصیات ایسی تھیں جنھیں پیشگی اطلاع کردی گی تھی۔۔۔ دراصل جبرالٹر آپریشن اس قدر خفیہ تھا کہ پاکستان کی فضایہ کے سربراہ ایر مارشل اصغرخان کو بھی نہیں بتایا گیا تھا۔ آزاد کشمیر میں چوہدری غلام عباس کو بھی اس بارے میں اس وقت علم ہوا جب صداے کشمیر کے نام سے شروع ہونے والے ریڈیو سٹیشن پر یہ اعلان ہوا کہ وہ اس منصوبہ کے تحت قایم ہونے والی لبریشن کونسل کے ممبر بنا ے گے ہیں

گذشتہ دنوں ڈاکٹر شکیل مجاہد صاحب نے اپنے والد صدرالدین مجاہد کی بابت جو کچھ وشیر مجاہد نہیں لکھ سکتے مجھے اندازہ ہے سرینگر کے دوست اس پر زیادہ مصدقہ معلومات لکھ سکتے ہیں۔۔۔۔ ۔آپ کا

مخلص راجہ مظفر۔

پہنچے یہاں بھی پورے سرکاری پروٹوکول کے ساتھ آزاد کشمیر کے صدر کے ایچ خورشید نے ان کا استقبال کیا، ہجوم اتنا بڑا تھا کہ سب ہی مہمانوں کو ایک جیسی توجہ ملنا مشکل ہوتا ہے حفیظ جالندھری مرحوم اور کے ایچ خورشید مرحوم کے درمیان تلخ کلامی کی وجہ یہی تھی مگر یار لوگوں نے اس کی بھی کہانیاں گھڑ ڈالیں۔ جہلم پل پر راجہ محمد حیدر خان نے اہلیان شہر کی جانب سے ان کا استقبال کیا ان کے ہمراہ چکار کے سردار حاکم سنگھ بھی تھے۔ پھر ایک حادثہ ہو گیا اور کشمیر اور کشمیریوں کے ساتھ ایسا کچھ بہت مرتبہ ہو چکا۔ جب بھی حل کی سمت پہنچنے والے ہوتے ہیں کوئی نہ کوئی حادثہ اڑچن انہیں منزل سے دور لا کھڑا کرتی ہے۔۔۔ دلی میں ہندستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے اور شیخ عبداللہ اور ان کے وفد نے خبر سنتے ہی تمام مصروفیات منسوخ کرتے ہوئے واپس دلی جانے کا فیصلہ کیا۔ حکومت پاکستان نے شیخ صاحب کا عندیہ معلوم کرنے کے بعد ان کے راولپنڈی پہنچنے سے قبل ہی طیارے کا بندوبست کر لیا پاکستان کے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو کے ہمراہ وزیر اعظم ہند کی آخری رسومات میں شرکت کیلیے دہلی واپس چلے گئے۔ راستے میں بھی شیخ عبداللہ اور بھٹو کے مابین سوگوار ماحول میں بھی غیر رسمی بات چیت چلتی رہی۔۔۔ اور۔۔۔ اس سانحہ سے بات چیت کی ریل گاڑی کو بریک لگ گئی۔

بھارت کا نیا وزیر اعظم اتنے بڑے قد کاٹھ کا تو تھا نہیں کہ وہ جموں کشمیر کے سوال پر نہرو۔ ایوب۔ عبداللہ مفاہمتی فارمولے کو آگے بڑھاتا۔ مگر بعد کے کچھ واقعات ب سے ایسے اشارے ملتے ہیں کہ وزیر اعظم لال بہادر شاستری نے پاک بھارت مذاکرات کے پس پردہ سہولت کاروں کو یقین دہانی کرائی کہ وہ مناسب وقت پر ڈایلاگ کو واپس پٹڑی پر ڈال دینگے۔ راولپنڈی میں جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور شیخ عبداللہ مرحوم کے دست راست سمجھے جانے والی شخصیت پیر مقبول گیلانی مرحوم جو شیخ صاحب کے دورہ پاکستان کے انتظامی

کیااور مظاہروں کوجاری رکھنے کااعلان کردیا، ۲۵ جنوری کو مولانا مسعودی کی سربراہی میں محی الدین کرہ، میر واعظ مولوی محمد فاروق،(میر واعظ عمر فاروق کے والد) پر مشتمل ایکش کمیٹی بنانے اور موے مقدس کے اصلی ہونے کی تصدیق کرنے کااعلان کردیا۔اس کمیٹی نے بڑی بردباری اور دوراندیشی کے ساتھ مشتعل لوگوں کی رہنمائی کی اوران کے جذبات کوقابو میں رکھا۔ ﴿سرینگر کے دوست ان معلومات کودرست کرسکتے ہیں یہ وہ معلومات ہیں جوپنڈی پہنچی تھیں۔﴾ ۔۹فروری ۱۹۶۴ کو بھارتی خفیہ ایجنسی IB کے سربراہ بی این ملک نے سرینگر کادورہ کرنے کے بعد پنڈت نہرو کو بریفنگ دیتے ہوے بتایا کہ...''میں نے ۳۱دسمبر ۱۹۶۳ سے ۴جنوری ۱۹۶۴ تک کشمیر میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھااس سے لگتا ہے کہ کشمیر بھارت کا حصہ نہیں ہے'' اور یہ لغو الزام بھی لگایا کہ موے مقدس کی چوری ایک سازش ہے اوراس واقع کے پیچھے بھی پاکستان کاہاتھ ہے اورایسا پیر مقبول گیلانی کے ذریعے کرایا گیا ہے(بی این ملک نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب میں بھی کیا ہے)۔بی این ملک کے اس الزام کی حکومت پاکستان نے فوری تردید جاری کی اور ۱۵فروری کے روز پیر مقبول گیلانی نے

کشمیری رہنما پیر مقبول گیلانی کی چینی وزیر اعظم چو این لائی سے ملاقات کی ایک نایاب تصویر

راولپنڈی میں قایم آزاد کشمیر ریڈیو تراڑکھل پر کشمیری زبان میں تقریر کرکے اس الزام کو سختی سے مسترد کیااور وادی کشمیر کے عوام سے پرامن طوراپنی جدوجہد جاری رکھنےاور ایکشن کمیٹی کی طرف سے جاری کی جانے والی ہدایات پر عمل کرنے کی اپیل کی۔وادی کشمیر کے طول وعرض میں تیزی سے پھیلتی عوامی بے چینی سے بھارتی حکومت کی گرتی ساکھ کااندازہ لگانا مشکل نہ تھاپنڈت نہرو نے بیرونی دوستوں کے مشوروں کی روشنی میں کانگریس کی مرکزی رہنمامردولا سارابائی اور چند دیگراہم ساتھیوں سے مشورہ کے بعد جموں کشمیر کی مقبول لیڈرشپ شیخ عبداللہ کورہا کرکےان کے ساتھ سیاسی مکالمے کے آغاز اوراور کسی ممکنہ مفاہمت پر پہنچنے کااہم تاریخی فیصلہ کیا ۔اسی مشاورت کے دوران اصولی طور یہ طے کرلیا گیا کہ کشمیری لیڈرشپ کے ساتھ جوبھی طے ہواس پر پاکستان کوبھی شامل کیاجاے یہ پنڈت نہرو کاایک اہم فیصلہ تھا، یاد رہےاس وقت پاکستانی وزیراعظم محمد علی بوگرہ اورنہرو کے درمیان دوطرفہ بات چیت چل تو رہی تھی۔مگر سست روی کاشکار تھی۔ پنڈت نہرو کو یہ بات سمجھ آگئی کہ پاکستان کو کشمیری قیادت کے ساتھ بات چیت کاحصہ بنائے بغیر جموں کشمیر میں نہ امن بحال ہوسکتا ہے نہ کوئی حل نکل سکتا ہے۔کسی بھی حل میں پاکستان کاآن بورڈ ہونا ضروری سمجھا گیا۔شیخ عبداللہ رہائی کے فوری بعد بھارتی وزیراعظم سے ملے،ان کے اعزاز میں ایک پرتکلف عشائیہ دیا گیا،بات چیت ہوئی اور دہلی سرینگر سیاسی قیادت کے درمیان مکالمہ کاعمل آگے بڑھانے کیلیے اعتماد سازی

INDIANS SET FIRE TO SRINAGAR AREA

Peop'e shot down by Army: US report

From EJAZ HUSAIN

WASHINGTON, Aug 17: Indian Army was yesterday reported to have set fire to Srinagar's Batmalun district which destroyed 300 houses and killed several people, according to an Associated Press dispatch from the held Kashmir capital.